رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔
(الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۷ | ۲۸ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | سہ شنبہ | مطابق ۳ صفر المظفر سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۳۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

ہفتہ اور اتوار کے روز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت علیل تھی۔ مگر اب بفضل ایزدی خیریت ہے۔

اس ہفتہ کا نہایت افسوسناک واقعہ حضرت منشی روڑا خان صاحب پنشنر تحصیلدار کپورتھلہ (مہاجر قادیان) کی وفات کا واقعہ ہے۔ جو ۲۴-۲۵ اکتوبر کی درمیانی شب کو ہوئی مرحوم کے حالات آئندہ پرچہ میں احباب ملاحظہ فرمائینگے

جناب ڈاکٹر سید غلام حسین صاحب حصار سے
جناب ڈاکٹر فضل کریم صاحب کوہاٹ سے۔ اور
جناب ڈاکٹر فضل الدین صاحب پشاور سے تشریف لائے۔

اخبار احمدیہ

مسٹر ساگر چند کے تازہ خط بنام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا اقتباس۔

ہندوستان میں میں اگر چاہتا ہوں کہ چاروں طرف انگریزی علاقہ اور دیسی ریاستوں۔ ہندوؤں اور مسلمانوں۔ امیروں اور غریبوں میں احمدیت کی تبلیغ کروں۔ اور یا تو اپنے اہل وطن کو خدا کے نبی کی طرف پھیر دوں یا خدا کی راہ میں شہید ہو جاؤں۔ ساتھ ہی ساتھ میں بیرسٹری بھی کرنی چاہتا ہوں تاکہ تین سال میں کافی روپیہ جمع کر کے تین سال ہندوستان ٹھہرنے کے بعد پہلے چین پھر جاپان پھر شمالی اور جنوبی امریکہ۔ پھر تمام یورپ افریقہ۔ پھر مغربی اور سنٹرل ایشیا اور پھر آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں سفر میں تین اور سال بسر کر سکوں۔ اور آج سے چھ سال کے عرصہ میں تمام بنی نوع انسان کو نبی وقت کا پیغام سنا آؤں۔ پس جناب سے دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس ارادہ میں کامیابی عطا کرے۔

میں قادیان میں ہر شام آدھ گھنٹہ ایک شام کلاس میں پڑھا کر ان تمام طالب علموں کو ایک مہینہ میں آسانی سے فرانسیسی زبان سکھا دوں گا۔ جو سیکھنی چاہیں تاکہ بعد ازاں وہ مغربی Scientific تعلیم حاصل کرنے Switzerland جا سکیں۔ سوئٹزرلینڈ میں تعلیم مفت دیجاتی ہے۔ بلکہ کتابیں بھی سرکار مہیا کرتی ہے۔ صرف تیس روپیہ ماہوار کے قریب خرچ ہوتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے قادیانی طالب علم جنہیں استطاعت ہو۔ وہاں جا کر طرح طرح کی کاریگریاں سیکھیں۔

حضرت مسیح موعود کا ایک آرٹیکل الفضل میں دیکھا جس میں کبر سے بچنے کی لوگوں کو تعلیم دیگئی ہے یہ پڑھ کر خواجہ کمال الدین کا خیال آیا۔ جب وہ مجھے پہلے سنہ ۱۹۱۳ء میں ملے۔ نہایت نیک دل لوگ تھے۔ اسلام اور احمدیت کا پرچار نہایت محبت سے کرتے تھے۔ مجھے اسوقت کی خاطر ابھی تک ان سے محبت ہے۔ اور انپر جو مصیبتیں پڑیں ان کو سنکر افسوس ہوا۔ میں سچے دل سے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہاتھ سے پکڑ کر پھر سیدھے راستہ پر لے آئے۔ تاکہ وہ غلطی سے گناہ کو اچھا کام سمجھ کر کہیں ضائع نہو جائیں۔ انسان کیسی آسانی سے گمراہ ہو سکتا ہے میں خوب جانتا ہوں۔ کیونکہ میں خود ایک دفعہ گمراہ ہو چکا ہوں۔ اور حضرت احمد کے الفاظ میں خداوند کریم کے حضور کہہ سکتا ہوں ؎

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں پر پھینک دی جاتی غبار

خاکسار - ساگر چند بیرسٹرایٹ لاء

جناب حکیم خلیل احمد صاحب کیطرف سے نور ہاسپٹل میں چندہ

مکرم منشی قاسم علی خان صاحب قادیانی رام پوری تحریر فرماتے ہیں کہ الفضل نمبر ۲۹ مورخہ ۱۱ - اکتوبر ۱۹۱۹ء میں جناب حکیم خلیل احمد صاحب کا جو مضمون سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب کے متعلق شائع ہوا ہے وہ ہمارے دوست خان صاحب عبد الکریم خانصاحب کمانیر پنشنر کو بہت پسند آیا۔ اسی پرچہ میں جناب میر محمد اسحٰق صاحب کا ایک مضمون نور ہاسپٹل کی امداد کے متعلق شائع ہوا ہے امداد دینے والوں کی فہرست میں مکرم حکیم صاحب کی طرف سے مبلغ عـــہ - نور ہاسپٹل کی امداد کے لئے بھیجے ہیں۔

الفضل - یہ علمی پسندیدگی واقعی قابل تعریف ہے۔ روپیہ خزانہ میں داخل ہو گیا۔ اور حکیم صاحب مکرم کا نام اس فہرست میں نہ ہونے کی وجہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جب سے موصوف یونانی طب میں معروف ہیں۔ جسمانی علاج قریباً چھوڑ دیا ؏

ولادت سید حسام الدین صاحب احمدی سوداگرہ گنگ کے ہاں ۱۳ - اکتوبر کو لڑکا پیدا ہوا - اللہ تعالیٰ مبارک کرے

درخواست دعا مرزا مراد بیگ صاحب احمدی ملازم ساہ ... کی حل مشکلات کے لئے دعا کی جائے ؏

نماز جنازہ بابو نواب الدین صاحب کلرک پلٹن نمبر ۲۲ کی اہلیہ جنہوں نے سنہ ۱۸۹۷ء میں حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی - ۱۸ - اکتوبر سنہ ۱۹ء کو فوت ہو گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون - احباب مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھیں - نیز میاں نظام الدین صاحب ساکن چاہ احمدی بانوالہ کے والد چوہدری بلندا صاحب ۱۵ - اکتوبر کو فوت ہو گئے ہیں۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ؏

اعلان ضروری

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مقبرہ بہشتی میں قبروں کے کتبے بنوانے کے لئے منظوری عطا فرمائی ہے - جو انشاء اللہ جلسہ سالانہ سے قبل تیار کرائے جائینگے اسی سلسلہ میں ان موصیوں کے کتبے بھی بموجب ارشاد حضرت مسیح موعودؑ مندرجہ رسالہ الوصیت تیار ہونگے جن کی نعشیں یہاں نہیں آسکیں۔ اور ان کی وصایا پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔ پس ایسے موصیوں کے ورثاء دفتر ہذا میں بہت جلد ان کے اسماء ولدیت - عمر اور تاریخ وفات سے اطلاع دیں - اور اگر کوئی ایسا موصی ہو - جس کی وصیت پر اس کے ورثاء نے عملدرآمد نہیں کیا اور اسوجہ سے کتبہ نصب نہیں ہوا - تو وہ مہربانی فرماکر اپنے عزیز مرحوم کی وصیت پر عملدرآمد کر کے ثواب حاصل کریں اور ان کے نام وغیرہ سے اطلاع دیں -

سید محمد اسحٰق - افسر مقبرہ بہشتی قادیان

کلام شہاب

اگرچہ مشہور تو یوں ہے کہ الکنایۃ ابلغ من التصریح - اور واقعہ بھی اسی طرح ہے کہ شعر کے کنایہ میں جو لطف ہوتا ہے وہ اس کی شرح میں باقی نہیں رہتا - لیکن میں بوجوہ ان اشعار کے بعض مقامات کی کسی قدر تصریح کر دینا زیادہ ضروری خیال کرتا ہوں -

فقیر مہر محمد خان شہاب احمدی مالیر کوٹلوی

آنکھوں میں اشک دل میں عجب اضطراب ہے
کیونکر نہ ہو یہ حال کہ یوم الحساب ہے

پی پی[1] کے مست ہو گئے رندان شادکام
حصہ میں زاہدوں کے فقط پیچ و تاب ہے

ناصح ہو - یا وہ واعظ شیریں مقال[2] ہو
جس کو بھی دیکھتا ہوں بحال خراب ہے

چھپ چھپ کے پی رہے ہو عبث ای جناب شیخ
خوف خدا نہیں ہے تو پھر کیا حجاب ہے

کہتا ہوں بعد تجربہ سو کی یہ ایک بات
کہتے ہیں لوگ جس کو وفا ایک خواب ہے

جوش[3] بہار اور یہ اپنا تباہ حال
لا[4] ساقیا اگر کوئی جام شراب ہے

وحشت برس رہی ہے ذرا منہ تو دیکھئے
اسیر شہاب دعوی حسن شباب ہے

[1] حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواجہ حافظ شیرازی کا یہ شعر کشتی نوح میں درج فرمایا ہے۔ مرید پیر مغانم ز من مرنج ای شیخ
چرا کہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد

[2] جس کو ہم نے قطرۂ صافی تھا سمجھا اور تقی
غور سے دیکھا تو کیڑے اس میں بھی پائے ہزار } مسیح موعود

[3] رسید مژدہ کہ ایام نو بہار آمد
زمانہ را خبر از برگ و بار خود بکنیم } مسیح موعود

[4] اس میخانہ کے ساقی سے خطاب ہے اس شراب کا مطالبہ ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎ مسیح وقت اب دنیا میں آیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ـ ۲۸ ـ اکتوبر ۱۹۱۹ء

صبر و شکر و احسان

احباب کو معلوم ہے کہ موضع ڈیریانزاد ضلع سیالکوٹ میں پچھلے دنوں قریباً ڈیڑھ سو احمدی ہوئے ہیں ان میں سے ۶ اشخاص ۱۹ر جون کو قادیان میں آئے ـ جن کے امیر سفر مولوی نظام الدین صاحب تھے ـ جو کہ وہاں کے احمدیوں کے امام ہیں ـ اور سننے میں آیا ہے کہ ان لوگوں کے سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کا باعث بھی یہی ہوئے ہیں ـ انہوں نے بتایا کہ اسی طرح آٹھ آٹھ ـ دس دس ایک دوسرے کے بعد آئینگے کیونکہ لوگوں کو اپنے کاروبار میں اتنی مصروفیت ہے کہ وہ زیادہ تعداد میں ایک دفعہ نہیں آسکتے ـ

خیر جب وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور حاضر ہوئے ـ تو حضور نے دریافت فرمایا ـ کہ آپ کے ہاں کی مخالفت کا کیا حال ہے ـ تو مولوی نظام الدین صاحب نے بتایا کہ غیر احمدیوں کی مخالفت جوشوں پر ہے ـ اور وہ لوگ ہمارے آدمیوں کو بہت تنگ کر رہے ہیں کہ ایک دفعہ تو ہمارے لوگوں نے مقدمہ کرنا چاہا ـ مگر جماعت سیالکوٹ نے کہا کہ صبر کرو ـ

۲۱ر جون بعد نماز عصر مولوی نظام الدین صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کو رقعہ دیا ـ کہ ہم صبح جانا چاہتے ہیں ـ حضور اجازت دیں ـ حضور نے یہ رقعہ پڑھا اور پنجابی زبان میں ایک مختصر تقریر[1] فرمائی ـ جسے میں اپنے لفظوں میں احباب کے ازدیاد کے لئے لکھ کر شائع کرتا ہوں ـ

شہاب

فرمایا کہ پرسوں آپ کی باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ مخالفوں کی مخالفت سے تنگ آکر آپ میں سے بعض لوگ مقدمہ کرنے کے لئے آمادہ ہوئے تھے ـ اور چاہتے تھے کہ مخالفوں کی شرارتوں کا مقابلہ کریں ـ سو میں آپ لوگوں کو اس کے متعلق یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ صبر کریں ـ آپ یاد رکھیں کہ مومن کے لئے تین درجے ہوتے ہیں ـ جو اس کو روحانیت میں حاصل کرنے ہوتے ہیں ـ اول درجہ صبر کا ہوتا ہے ـ دوسرا درجہ شکر کا ـ تیسرا احسان کا ـ اور ان میں سب سے پہلا درجہ یا سب سے پہلی سیڑھی صبر ہے ـ اگر کوئی شخص اس میں ثابت قدم رہے ـ تب ہی وہ دوسرے درجوں پر ترقی پا سکتا ہے ورنہ نہیں ـ صبر کے معنے عربی زبان میں روکنے کے ہوتے ہیں اور روکنا تین قسم کا ہوتا ہے ـ اول اپنے آپ کو ان باتوں پر روکے رکھنا جن کا حکم دیا گیا ہے ـ یعنی انسان کے رو برو ایسے مواقع آتے ہیں ـ جنہیں وہ چاہتا ہے ـ کہ وہ خدا کے امر کے خلاف کارروائی کرے ـ دوسرے معنی روکنے کے یہ ہوتے ہیں ـ کہ جن باتوں کے کرنے سے انسان کو روکا گیا ہو ـ خواہ وہ کیسی ہی خوبصورت شکل میں آئیں ـ ان کی طرف قطعاً توجہ نہ کرے ـ تیسرے معنے روکنے کے ہوتے ہیں ـ کہ مصائب و آلام میں جزع و فزع نہ کرے ـ لوگوں سے دکھ اٹھائے ـ اور نا امید نہ ہو ـ مشکلوں میں پڑے ـ اور ثابت قدم رہے ـ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر وہ جماعت جو خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم ہوتی ہے ـ اس میں داخل ہونیوالوں کے لئے آزمائش کی غرض سے پہلے صبر کا ہی موقعہ پیش آتا ہے ـ اور واقعہ میں یہ ایک بڑا مشکل اور کٹھن مرحلہ ہوتا ہے ـ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں ـ کہ اگر کوئی شخص غلطی پر بھی ہو ـ اور اس کو برا بھلا کہا جائے ـ تو وہ کہدیا کرتا ہے کہ کیا ہوا میں ہو گئی غلطی ـ لیکن جو شخص راستی پر ہو ـ اور دیکھتا ہو ـ کہ اس نے کوئی ایسی بات نہیں کی ـ جس کے باعث اس کو برا کہا جا سکے ـ مگر پھر بھی لوگ اس کو برا کہتے اور گالیاں دیتے اور نقصان پہنچاتے ہیں ـ تو ایسے موقع پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن اسلام یہی سکھاتا ہے ـ کہ تم صبر کرو ـ ہمارے پاس نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ موجود ہے ـ آپ کو مکہ میں

تھے ـ تو آپ کو طرح طرح کی تکالیف دیجاتی تھیں ـ مگر آپ اس کا مقابلہ نہیں کرتے تھے ـ آپ نماز پڑھتے ـ تو لوگ نجاست آپ پر ڈال دیتے ـ آپ راستہ میں چلتے ـ تو آپ کو برا بھلا کہا جاتا ـ اور جسمانی اذیت دیجاتی ـ مگر آپ ان تمام مشکلات کو برداشت کرتے ـ اور کبھی ان سے برسر پرخاش نہ ہوتے پھر آپ طائف میں تبلیغ کے لئے تشریف لیگئے ـ وہاں کے لوگوں نے آپ کے پیچھے کتے لگا دئے ـ اینٹ اور پتھر چلائے لکھا ہے کہ آپ کا پچھلا حصہ سر سے پیر تک زخمی ہو گیا ـ جب آپ دوڑتے دوڑتے ایک پہاڑی کے پاس پہونچے ـ تو آپ کو کشف ہوا ـ اور وہ فرشتہ جو اس پہاڑی پر متعین تھا ـ حاضر ہوا ـ اور عرض کیا کہ حضور اگر اجازت ہو ـ تو ان ظالموں پر پتھر برساؤں ـ حضور نے فرمایا کہ نہیں اگر یہ نہیں تو شاید ان کی نسلوں میں سے کوئی مسلمان پیدا ہو جائے ـ

حضرت عمرؓ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ـ چونکہ یہ جوشیلی طبیعت کے انسان تھے ـ مخالفین نے انعام مقرر کیا کہ جو آنحضرت صلعم کو شہید کریگا ـ اس کو اتنا انعام دیا جائیگا ـ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں اس کام کو انجام دونگا ـ چنانچہ تلوار لیکر گھر سے نکلے ـ راستہ میں ایک شخص ملا ـ اس نے دریافت کیا کہ کدھر؟ کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کرنے چلا ہوں ـ اس نے کہا کہ ان کو تو بعد میں قتل کرنا ـ پہلے گھر کی تو خبر لو ـ تمہاری بہن مسلمان ہو چکی ہے ـ حضرت عمرؓ نے کہا کہ اچھا یہ بات ہے ـ بہن کے گھر کی طرف چل پڑے دیکھا تو دروازہ بند تھا ـ اور قرآن کریم کے پڑھے جانے کی آواز آرہی تھی ـ اندر گئے ـ بہن کو تعزیر کی ـ لیکن بہن کے دل میں ایمان رچا ہوا تھا ـ اس پر ان کی سختی کا کچھ اثر نہ ہوا ـ آخر بہن سے قرآن سنا ـ دل میں ایمان کی روشنی چمکی ـ آپ وہاں سے سیدھے نبی کریم صلعم کی طرف کو چل پڑے ـ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کے ساتھ چند اور صحابہ ایک صحابی کے مکان پر جمع تھے ـ اور کواڑ بند تھے ـ جب حضرت عمر پہونچے ـ تو کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ عمر آیا ہے ـ آپ نے فرمایا ـ آنے دو ـ کواڑ کھولے گئے ـ اور حضور نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ عمرؓ یہ مخالفت کب تک اور یہ تکلیف دینا کہاں تک ـ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان تمام باتوں کو

[1] یہ تقریر اگرچہ میں نے ۲۲ر جون کو لکھ لی تھی ـ مگر انبوہ مضامین کے باعث معرض تعویق میں پڑی رہی ـ اس لئے اب تک شائع نہ ہوسکی ـ (فقیر شہاب احمدی)

اب خاتمہ ہوگیا۔ اور میں حضورؐ پر ایمان لے آیا۔

بعض نادان ان واقعات کی بنا پر کہدیا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرتے تھے۔ میرے نزدیک یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ وہم بھی کیا جائے۔ کیونکہ صادق بزدل اور ڈرپوک نہیں ہوا کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا ڈرپوک ہوتے۔ آپ کے غلاموں کے غلام بزدل اور ڈرپوک نہ تھے۔ خالد بن ولید جو آپ کے غلاموں کے غلام تھے وہ لاکھوں مخالفوں میں گھر گئے۔ مگر وہ ان سے نہیں ڈرے۔ تو کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو آقا تھے وہ ڈرپوک ہوسکتے ہیں۔ آپ جو مقابلہ نہ کرتے تھے۔ اس کی وجہ آپ کی کمزوری نہ تھی۔ بلکہ صبر کی تعلیم تھی۔ اور آپنے دکھانا۔ اور ان درندوں کو یہ یقین دلانا تھا۔ کہ تمہاری یہ درندگی ہم پر کچھ اثر نہیں کرسکتی لیکن ہم ان دکھوں اور آفتوں میں کیسے ثابت قدم رہتے ہیں۔ ورنہ اگر کمزوری کہا جائے۔ تو دیکھو جب آپ مدینہ میں تشریف لیگئے۔ اور جنگ بدر واقعہ ہوئی۔ اس وقت مسلمانوں کی کونسی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ تین سو نے ہزار کے منہ پھیر دئے شریر آدمی کا مقابلہ کرنا اور اس کو بھگانا کچھ بھی مشکل نہیں ہوتا۔ راستباز کے مقابلہ میں شریر خواہ کتنے بھی ہوں۔ حقیقتاً کمزور ہوتے ہیں۔ کیونکہ شریروں کے پاس بجز شرارت کے کچھ نہیں ہوتا۔ اور صادق میں زور صداقت اتنا ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی مصیبت کو مصیبت خیال ہی نہیں کرتا۔

پس یہ آنحضرت کے واقعات ثابت کرتے ہیں۔ کہ اس کی وجہ آپ کی کمزوری نہ تھی۔ بلکہ آپ نے مسلمانوں کو صبر کی تعلیم کرنی تھی۔ اسی طرح ہم حضرت مسیح موعود کے واقعات میں دیکھتے ہیں۔ آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیجاتی تھیں قادیان میں ہماری حیثیت مالکانہ ہے۔ اور قدیم میں یہ ہماری ریاست تھی۔ حضرت صاحب کے رشتہ دار اس مسجد (مبارک) کے سامنے جو صحن ہے۔ اس میں رات کے وقت گیلے گارے دیتے تھے۔ تاکہ رات کو جو لوگ نماز کے لئے آئیں (وضو کرکے) اس سے گر پڑیں۔ پھر انہوں نے مسجد کے دروازے کے سامنے دیوار کھینچدی۔ اور نمازیوں کو بارش میں ایک بڑا چکر کاٹ کر مسجد میں آنا پڑتا تھا۔ پھر زمین جو شاملات کی ہے۔ اس میں مالکیت کے لحاظ سے بھی ہمارا حق زیادہ تھا۔ حضرت صاحب کے وقت میں جب لوگ مکان بنانا شروع کرتے۔ تو مخالف ٹوکریاں اور کسیاں چھین کر لیجاتے اور جوہڑ میں سے مٹی نہیں لینے دیتے تھے۔ اور پاخانہ اٹھوا کر شریف لوگوں کے دامنوں میں ڈلوا دیتے تھے۔ ان تمام تکلیفوں پر بھی صبر کی تعلیم دیجاتی تھی۔ ان واقعات سے اور مخالفوں کی ان ظالمانہ حرکتوں سے حضرت صاحب کو بہت تکلیف ہوتی۔ کہ احمدیوں کو بہت دکھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اور خود آپ کی ذات پر ہر طرح کے حملے ہوتے تھے مگر جب آپ سے عرض کیا جاتا۔ کہ حضور ہم مقدمہ کریں تو آپ فرماتے۔ مقدمے کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا مقدمہ آسمان کی عدالت میں دائر ہے۔

ایک صحابی کے متعلق لکھا ہے۔ کہ ان کو ایک کافر گالیاں دے رہا تھا۔ اور وہ خاموش سن رہے تھے۔ آخر وہ اس کی گالیوں سے تنگ آ گئے۔ اور اس کافر کو جواب دینے لگے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے تو ان صحابی کی طرف سے فرشتہ جواب دے رہا تھا۔ مگر جب انہوں نے خود جواب دینا شروع کیا تو وہ فرشتہ خاموش ہوگیا۔ کہ اب ہمیں اس کی طرف سے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ جب اس طرح مخالفوں کی درندگیوں پر صبر کیا جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اس کے نتائج نہایت اعلیٰ درجہ کے نکالتا ہے۔

آپ لوگوں میں احمدی ہونے سے پہلے بھی آپس میں ضرور جھگڑے رہتے ہونگے۔ اگر اب آپ لوگوں نے احمدیت کا نمایاں نمونہ نہ دکھایا۔ تو پھر وہ مخالفین آپ میں اور اپنے میں کوئی فرق نہیں سمجھ سکیں گے جب وہ لوگ آپ کو مصائب پہنچائیں گے۔ دکھ دینگے۔ اور آپ ان لوگوں کی زیادتیوں پر صبر کرینگے۔ تو ان کے دلوں میں خود یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ یہ تو کچھ اور ہی ہو گئے۔ یاد رکھو کہ ہر نبی کے ذریعہ نئے آدمی پیدا کئے جاتے ہیں۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ پہلے تمام انسانوں کو مار دیا جاتا ہے۔ اور پھر نئے سرے سے نظام قائم کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ نبی آنکے پہلے جو لوگ ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ ان کو انسان نہیں کہا جاسکتا حقیقی انسان نبی ہی آکر بناتا ہے۔ اور درندگی سے ان کو نکال دیتا ہے۔ پھر وہ وہ نہیں رہتے۔ جو نبی کے آنے سے پہلے ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ ایک نئی مخلوق ہو جاتے ہیں۔ اور یہی مطلب ہے۔ اس حدیث کا جو عام طور پر مشہور ہے لولاک لما خلقت الافلاک۔ اگر تجھ کو پیدا نہ کرتے۔ تو زمین و آسمان کو بھی نہ پیدا کرتے۔ اس زمین و آسمان سے مراد یہ ظاہری زمین و آسمان نہیں۔ کیونکہ یہ تو آدم کے وقت سے چلے آتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو نبی کے ذریعہ تیار کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہی الہام حضرت مسیح موعود کو ہوا ہے۔ اگر ظاہری زمین و آسمان مراد ہوتا۔ تو یہ تو کہا نہیں جاسکتا۔ کہ اس کے لئے دونوں میں سے ہر ایک کو مخاطب کرکے کہا جاتا کہ اگر تم میں سے ایک نہ ہوتا۔ تو یہ افلاک بھی پیدا نہ کئے جاتے۔ بلکہ اس کا مطلب یہی ہے۔ کہ ہر نبی کے وقت میں جو نئی جماعت تیار کی جاتی ہے وہ یہاں مراد ہے۔

پس ان لوگوں کو ایک نمایاں تغیر دکھاؤ۔ اگر آپ لوگ ان سے لڑینگے۔ اور ان کے مقابلہ میں مقدمہ کرینگے۔ تو پھر آپ میں اور ان میں کچھ فرق نہیں ہوگا۔ آجکل مقدمہ بازی میں اسقدر جھوٹ کو دخل ہو گیا ہے۔ کہ جس کی انتہا نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ باوجود سچا ہونے کے جب تک جھوٹا سے کام نہ لیا جائے۔ کام نہیں بنتا۔ ایک شخص کو چوٹیں آتی ہیں۔ اسپر زیادتی کی جاتی ہے۔ لیکن عدالت میں اس سے سوال ہوتا ہے۔ کہ جس نے تمہیں مارا ہے۔ اس کے کپڑے کیسے تھے۔ اس کی پگڑی کیسی تھی۔ جوتی کیسی .. .. دھوتی کیسی تھی۔ چھڑی کیسی۔ اور اس کا منہ کس طرح کا تھا۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ ایسی حالت میں کس کو ہوش رہتے ہیں۔ کہ وہ ان باتوں کا خیال رکھے۔ تو باوجود مظلوم ہونے کے پھر بھی عدالت میں جھوٹا ثابت ہونا پڑتا ہے۔ لیکن جب ان تمام تکلیفوں پر صبر کیا جاتا ہے۔ اور ان کے ظلم و جور کا مقابلہ نہیں کیا جاتا ہے۔ تو پھر خدا کی عدالت میں یہ مقدمہ پیش ہوتا ہے اور وہاں سے وہ فیصلہ ہوتا ہے۔ جو حق ہوتا ہے۔ اور ظالم اپنے ظلم کی پاداش سے بچ نہیں سکتا۔ پھر یہ بھی یاد رکھو۔ کہ صرف لوگوں کی طرف سے ہی دکھ نہیں پہنچا کرتے۔ بلکہ اللہ کی طرف سے بھی آزمائش کی جایا کرتی ہے۔ بعض نادان خدا کی

آزمائش پر کہدیا کرتے ہیں۔ کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰتیں دیتے ہیں۔ اور اس کے مامور کو ماننے والے ہیں۔ پھر ہم پر مصیبت کیوں؟ حالانکہ انعام کے دینے کے لئے امتحان ضروری ہے تاکہ کچے اور پکے کی پرکھ ہو جائے۔

پس میں آپ لوگوں کو جو یہاں آئے ہیں نصیحت کرتا ہوں اور میری یہ بات جو یہاں نہیں آئے۔ ان کو پہنچا دو کہ وہ مخالفوں کی زیادتیوں پر صبر کریں۔ اللہ تعالیٰ کی نظر سے پوشیدہ نہیں۔ کہ کون ظالم ہے اور کون مظلوم۔

اس کے بعد دوسرا درجہ شکر کا ہوتا ہے۔ اور یہ صبر سے بڑھ کر ہے۔ صبر میں تو انسان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ مجھ پر جو دکھ آتا ہے۔ میرا فرض ہے۔ کہ میں اس کو برداشت کروں۔ اور وہ تمام دکھوں کو برداشت کرتا ہے۔ لیکن شکر کے مقام میں اس حالت سے ترقی کرتا ہے۔ اور دکھ اور مصیبتیں اس کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتی ہیں۔ اس کو یہ نظر آنے لگتا ہے۔ کہ مجھ پر خدا کے کتنے احسان انعام اور افضال ہیں۔ میرا فرض ہی کہ میں ان انعامات کے شکریہ میں اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کروں قول سے اور فعل سے۔ اس مقام پر وہ یہ نہیں دیکھتا۔ کہ میں مصیبتوں میں ہوں۔ اور میرا فرض ہے۔ کہ ان مصیبتوں کو برداشت کروں۔ بلکہ وہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ میں انعامات کا وارث ہوں۔ اس لئے وہ شکرگذار بندہ ہوتا ہے۔ جو صابر سے اعلیٰ درجہ ہے۔

تیسرا درجہ احسان کا ہے۔ یہ ان دونوں پہلے درجوں سے بڑا ہے۔ صبر میں وہ مصیبتوں کو دیکھتا ہے۔ اور ان پر اپنے آپ کو ہر قسم کی مخالفت اور جوش سے روکتا ہے شکر میں وہ انعامات کو دیکھتا ہے۔ جو اس کی ذات پر ہیں۔ اور مصیبتوں اور دکھوں کو فراموش کر دیتا ہے۔ لیکن اس درجہ میں وہ صابر نہیں ہوتا۔ کہ خیال کرے۔ کہ مصیبت نے تو آنا ہی ہے۔ میرا فرض ہے کہ برداشت کروں۔ اور نہ وہ شاکر ہوتا ہے۔ کہ انعامات ہو رہے ہیں۔ شکر کروں۔ بلکہ اس درجہ میں اس کا خیال ان دونوں باتوں سے بلند ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں خدا کی طرف سے مخلوق کو فائدہ پہنچانے کے لئے ٹھیکیدار ہوں یا اپنے مولا کا خادم ہوں جس کی نظر نہ دکھ پر ہے۔ نہ انعام کے حصول پر یہ آخری درجہ ہے۔ جو مومن کو حاصل کرنا ہے۔ اگر لوگ پہلے ہی درجہ میں رہیں۔ یعنی اپنے مخالفوں کا مقابلہ شروع کر دیں۔ تو پھر ساری عمر اسی میں چکر لگاتے ہیں۔ دوسرے درجے ان سے پوشیدہ رہتے ہیں۔

پس میں آپ لوگوں کو صبر کی نصیحت کرتا ہوں۔ اس سے ترقی کرو۔ شاکر بنو۔ پھر محسن کے درجہ پر فائز ہو جاؤ۔ یہ میرا پیغام ہے۔ وہاں کی ساری جماعت کو سنا دیا جائے۔

احمدیت اور باہمی رشتہ داری میں مشکلات

از جناب قاضی محمد یوسف صاحب احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور

اُمید ہے کہ اخویم جناب قاضی صاحب مکرم کا یہ مضمون توجہ اور غور سے پڑھا جائیگا۔ انشاء اللہ آئندہ کسی اشاعت میں اسی موضوع پر کسی قدر میں بھی عرض کرونگا۔

(شہاب انچارج ایڈیٹر)

حضرت امام حکم و عدل علیہ السلام نے خصوصیات احمدیت میں ہر احمدی کے واسطے تین امور بطور فرقان عملی رکھے ہیں۔ جن کی اتباع اور اطاعت ہر احمدی پر فرض ہے۔ اور جو حضرت مسیح موعود کے حکم اور فیصلے کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی ہی نہیں۔ خواہ کوئی کیوں نہو۔

حضرت امام ہمام علیہ السلام نے اول خصوصیت حرمت صلوٰۃ خلف المنکرین المسیح الموعود قائم کی ہے۔ دوئم خصوصیت حرمت صلوٰۃ الجنازۃ علی المنکرین المسیح ہے۔ سوئم خصوصیت حرمت ازدواج نساء المومنین بالمنکرین ہے۔ یہ عملی فرق ہے مابین احمدی اور غیر احمدی گروہ کے۔

بموجب فرمان حضرت احمد جری اللہ اور فتاویٰ حضرت نور الدین اعظم جو احمدی حضرت علیہ السلام کے خلاف ورزی کرے۔ ان امور میں وہ احمدی نہیں۔ اور جو ان امور کو صحیح اور درست تسلیم نہ کرے۔ وہ مرتد ہے۔ ہرگز احمدی نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی مذہب یا سلسلہ جب تک باہمی رشتہ و ناطہ میں وسعت حوصلہ اور ایثار سے کام نہ لے۔ اور باہمی تعلقات رشتہ داری کو مضبوط نہ کرے۔ تو ہرگز اس مذہب کے پیرو باہم مضبوطی سے باندھے نہیں جا سکتے۔ اور جماعت حقیقی معنوں میں جماعت نہیں بن سکتی۔

باہمی تعلقات کے واسطے سب سے اول قومی تفاخر اور تنافر کا سینوں سے نکالنا ضروری ہے۔ اور ہنود کی طرح ذات پات کی قیود لگانا کفار کی تقلید کرنا ہے۔ جو ایک مومن اور موحد انسان کی شان سے بعید تر ہے۔ افسوس ہے جہاں مسلمانوں میں ہزارہا اور امراض دوسری اقوام کفار سے آئے۔ وہاں رشتہ و ناطہ میں قیود قومی و ذاتی بھی ہنود سے وارد ہوئی۔ ہندوستان میں جہاں برہمنوں کے ہاتھوں سے ذات پات کا لحاظ اس حد تک بڑھ گیا کہ برہمن خدا زادے قرار پائے۔ اور ابناء اللہ ہونے کے مدعی ہو گئے۔ اور انکو دیکھا دیکھی چھتری اور ویش بھی دوسرے درجہ پر اپنے آپ کو خیال کرنے لگے۔ اور جو اقوام باقی تھے۔ وہ ان کے نزدیک شودر۔ ملیچھ اور ناپاک قرار پائے۔ ان خیالات کا برا اثر باہمی رشتہ داری پر بھی پڑا۔ اور دوسرے معاملات دینی اور دنیوی پر بھی۔ تو خدا تعالےٰ نے اس قوم کی اصلاح کے واسطے حضرت گوتم بدھ کو مبعوث کیا۔ اور اس پاک انسان نے اس ذات پات کی قیود کو سراسر حکم خدا سے اُڑا دیا۔

اسی طرح سے جب اہل کتاب میں یہود نے اپنے آپ کو نحن ابناء اللہ و احباءہ کا مدعی قرار دیا۔ اور باقی قوموں کے بارہ میں لیس علینا فی الامیین سبیل کا اصول گھڑ لیا۔ کہ دوسری اقوام جن کو وہ اُمی کہتے تھے۔ اور خیال رکھتے تھے۔ کہ ان کا ہم پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں۔ ان سے اپنی ذات پات کو مخصوص کیا۔ اور دوسروں کو نفرت سے دیکھا۔ تو اس کے باعث رشتہ داری پر بہت بُرا اثر واقع ہوا۔

اسبات کی اصلاح اول تو مسیح ناصری نے اور دوسری بار حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کی۔ اور اعلان فرمایا کہ سب لوگ آدم و حوا کے فرزند ہیں۔ اور معزز اور محترم صرف وہی شخص ہے۔ جو متقی ہے۔ اور بس۔ مگر آج مسلمانوں کی دوسری اقوام بالعموم اور نبی فاطمہ بالخصوص یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ذات پات کی تفریق اور تقسیم اور تخصیص شرعی اور فرض ہے۔ اور اس کے خلاف ورزی جرم عظیم اور باہمی رشتہ داری پر بہت بُرا اثر واقع ہوا۔

آج جب مسلمانوں میں یہ امراض پیدا ہوئے۔ تو

خداتعالیٰ نے ان کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعود کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے خداتعالیٰ کی وحی سے ایک جماعت طیار کی۔ جو **احمدی جماعت** کہلاتی ہے۔ اور باہمی رشتہ و اتحاد کو مضبوط کرنے کے واسطے حکم دیا۔ کہ کوئی احمدی اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دے۔ اور احمدی اپنی لڑکی کو احمدی ہی کو دے۔ مگر اول تو ایک گروہ مولوی محمد علی صاحب کی زیر پرستی ایسا پیدا ہوا۔ جو اس حکم نادرست اور غلط ہونے پر بحث کرتا ہے۔ اور ایک گروہ ایسا پیدا ہوا۔ جو ذات پات کی تفریق کی کے مرض کو آج تک اپنے سینوں میں لئے ہوئی ہے۔ اور جب کبھی رشتہ و ناطہ و نکاح کا اعلان اخبار الفضل یا فاروق میں ہوتا ہے تو ساتھ کئی ایسے شرائط لگائے جاتے ہیں۔ جو رشتہ و ناطہ کو محدود کرتے ہیں یا کسی خاص ذات پات سے مخصوص کرتے ہیں ٭

حضرت سید سرور شاہ صاحب احمدی پروفیسر دینیات احمدیہ کالج قادیان نے اپنی ایک دختر حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدین اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند مولوی عبدالحی صاحب کو دی۔ اور نہایت نیک ہونہار نمونہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے ماتحت قائم کیا۔ مگر ایک خاندان کو صرف یہی بات سید ہوکر کی نہایت بُری محسوس ہوئی۔ کہ اس نے کیوں ایک سید زادی ایک غیر سید زادہ کو دی۔ یہاں تک کہ اس خاندان کا تعلق قادیان سے قطع ہو گیا۔ بلکہ میرے نزدیک احمدیت سے بھی برائے نام تعلق رہا۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کے فتنہ میں مولوی صاحب کے ساتھ شامل ہو گئے ٭

مگر ان کو ہرگز یہ خیال نہ گذرا۔ کہ ہمارا یہ طرز عمل کہاں تک تعلیم قرآن و سنت الرسول اور حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے موافق ہے۔ ایسے لوگ درحقیقت اپنے نفس کے تابع ہوتے ہیں۔ جتنی باتیں خدا کے رسول کی اپنی خواہشات کے موافق پاتے ہیں مانتے ہیں۔ اور جہاں کوئی بات خلاف ان کی تمناؤں اور خواہشوں کے موجود ہوئی تو معترض ہو کر رو گرداں ہونے لگ جاتے ہیں۔ اصل امر پر چنداں غور نہیں کرتے۔ کہ کہاں تک درست یا غلط ہے

بھلا ذرا ناظرین بالعموم اور وہ لوگ جو سید زادی کا تعلق غیر سید سے ناجائز جانتے ہیں۔ بالخصوص غور کریں۔ کہ حوالجات ذیل کہاں تک ان کے مدعا کے مفید یا مخالف ہیں ٭

(۱) خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم۔ سورۃ الحجرات۔ یعنے اے جمیع اقوام کے ممبرو۔ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ پس بلحاظ نفس بشریت ایک چیز اور ایک جنس ہو۔ ہاں ہم نے تم کو قوموں اور خاندانوں میں تقسیم کیا ہے۔ مگر صرف باہمی شناخت اور معرفت کیواسطے۔ ورنہ یہ امور ذریعہ فضیلت نہیں ہاں خداتعالیٰ کے ہاں نفس فضیلت کے لحاظ سے تم میں معزز اور مکرم و محترم وہی شخص ہے۔ جو زیادہ متقی ہے خواہ کوئی ہو۔ یہاں سید۔ مغل۔ قریشی۔ افغان کی کوئی تمیز نہیں ٭

(۲) خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ قیامت کے دن بھی لا انساب بینکم الیوم کا اعلان ہوگا۔ یعنی کسی سید۔ مغل افغان یا قریشی کی ذات پات کا کوئی لحاظ نہ ہوگا۔ ہاں ایمان اور اعمال صالحہ اور تقویٰ کی قدر ہوگی ٭

(۳) حضرت نوح علیہ السلام سید تھے۔ اور ابن نوح سیدزادہ تھا۔ مگر جب اس کے اعمال اچھے نہ تھے۔ اور اس میں تقویٰ نہ تھی۔ تو خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ یعنی وہ تیرے خاندان سے ہی نہیں یا وہ سید ہی نہیں۔ کیونکہ اس کے اعمال صالح نہیں اور اس میں تقویٰ نہیں۔ پس یہ ایک سبق ہے سادات کے واسطے کہ خداتعالیٰ کے ہاں ذات پات کا لحاظ نہیں ہاں اعمال صالحہ کا لحاظ ہے ٭

(۳) خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ (سورۃ آل عمران) یعنے اے مومن گروہ خداتعالیٰ کے دین یا قرآن کریم کو مضبوطی سے پکڑو۔ اور باہم جماعت ہو کر رہو۔ اور تفرقہ مت کرو۔ پس تفریق قومیت کرنا اور ذات پات کی تمیز قائم کرنا اور باہمی رشتہ و ناطہ میں مشکلات پیدا کرنا اول اعتصموا بحبل اللہ جمیعا کے اور دوم لا تفرقوا کے سراسر مخالف ہے۔ کیونکہ تفرقہ ذات پات جماعت بندی کے مخالف ہے۔ اور اتحاد اور اتفاق کو ہونے نہیں دیتا۔

(۴) خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ انما المومنون اخوۃ تمام مومن باہم اخوت کا تعلق رکھتے ہیں۔ اور اخوت مساوات اور ہمسری چاہتی ہے۔ مگر تقسیم و تفریق ذات پات اول مساوات کا دوم اخوت کا مانع ہے۔

(۵) خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ ادخلوا فی السلم کافۃ۔ تم ہر ایک رنگ میں اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ پس اسلام تو اخوۃ اور مساوات کی تعلیم دے۔ اور ایک شخص احمدی کہلا کر سید اور غیر سید کی تمیز قائم کرے۔ اور رشتہ داری کا مانع ہو۔ تو وہ کب اخوت اور مساوات کی تعلیم پر عامل ہوا۔ اور کب اس حکم ادخلوا فی السلم کافۃ پر عمل پیرا ہوا ٭

(۶) خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات۔ (سورۃ نور) طیبہ عورتیں طیب مردوں کے واسطے ہیں۔ اور طیب مرد طیب عورتوں کے واسطے۔ پس کسی شخص کا درحقیقت طیب ہونا۔ اس کے اعلیٰ اخلاق تہذیب۔ ایمان اور اعمال صالحہ پر موقوف ہے۔ ہاں ظاہری خوبصورتی اور پاکیزگی اور عصمت اور عفت اس سے خارج نہیں۔ اور طیب مرد اور عورتیں صرف کسی خاص خاندان سے مخصوص نہیں۔ پس ہر ایک خاندان کی طیبہ عورت دوسرے خاندان کا طیب مرد نکاح میں لے سکتا ہے۔ اور خداتعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ اور اس کا مانع منشاء الٰہی کا مانع ہے۔

(۷) خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء جو عورتوں میں سے خواہ وہ کسی خاندان سے ہو۔ اگر وہ عورت طیبہ ہے تو تم اس کو نکاح میں لے سکتے ہو۔ پس بنی فاطمہ کے خاندان کی عورتیں دوسرے خاندانوں پر کس طرح سے ممنوع ہو سکتی ہیں۔ اور ایسا خیال کرنیوالا کہاں تک مومن کہلا سکتا ہے

(۸) سیدنا حضرت محمد رسول اللہ نے خود حضرت فاطمہ جو سیدزادی تھیں۔ کیوں حضرت علی رضؓ کو بیاہ دیں۔ کیا وہ بھی سیدزادہ تھے۔ اور کیا حضرت علی کے والد ابو طالب سید تھے پس ثابت ہے اول خود شارع نبی نے جو سید السادات ہے اپنی لڑکی ایک غیر سیدزادے یعنی حضرت علی ابن ابی طالب کو بیاہ دی ٭

(۹) سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

حضرت فاطمہ کو نصیحت فرمائی۔ کہ قیامت کے دن میری اولاد ہونے کا تعلق کام نہ آویگا۔ بلکہ اعمال [illegible] اور تقویٰ ہی کام آویگا۔ پس یہ تعلیم دوسری سادات فاطمی کے واسطے کافی سبق ہے۔

(۱۰) سیدنا حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم علیہ السلام کو حضرت فاطمہ علیہا السلام کی لڑکی حضرت ام کلثوم نکاح میں دیں۔ یعنی خود حضرت علی علیہ السلام نے کیوں سیدزادی ایک غیر سید زادے یعنی حضرت عمر علیہ السلام ابن خطاب کو نکاح میں دی۔

(۱۱) حضرت احمد جری اللہ مسیح موعود حکم و عدل نے حضرت خواجہ میر درد دہلوی کے خاندان سادات میں سے حضرت میر ناصر نواب دہلوی کی لڑکی اپنے نکاح میں لی۔ پس سیدزادی اور غیر سید زادے کے تعلق کا جواز خود حضرت امام کے عمل سے ثابت ہے۔

(۱۲) حضرت نور الدین اعظم خلیفۃ المسیح اول نے اپنے لڑکے مولوی عبدالحی کا نکاح ایک سیدزادی سے کیا۔ اور حضرت نور الدین اعظم کا فعل احمدیوں کیواسطے سبق آموز ہے۔

(۱۳) حضرت امام علیہ السلام کی کتب میں تحریر ہے۔ کہ ہماری بعض نانیاں سادات بنی فاطمہ میں سے تھیں۔ پس اگرچہ حضرت احمد نبی اللہ کا خاندان مغل ہے تاہم سادات کی لڑکیاں نکاح میں لیتے رہے۔

(۱۴) اگر حیدرآباد دکن کا ایک ہندو وزیر اعظم ایک سیدزادی کو نکاح میں لے سکتا ہے۔ تو ایک احمدی متقی کیوں ایک سیدزادی کو نکاح میں نہیں لے سکتا۔

جب ہماری یہ رائے سیدزادی کے بارہ میں مدلل طور پر موجود ہے۔ تو اس کے علاوہ دوسری اقوام اور خاندان جو افغان یا قریش یا مغل یا راجپوت وغیرہ کہلاتے ہیں امید ہے۔ انہی دلائل پر غور کر کے جماعت احمدیہ میں ہو کر ذات پات کی قیود نہ لگائیں گے۔ اور حتی الوسع احتراز کرینگے۔ کیونکہ مومن کی شان کے یہ امور سراسر خلاف ہیں۔ اور اخوت اور مساوات کے مانع ہیں۔ اور اتحاد واتفاق کے مخالف ہیں۔

دوسرا امر مانع تعلقات ناطہ و رشتہ داری یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے اعلانوں میں قیود لگاتے ہیں۔ لڑکا عالی خاندان سے ہو۔ اسقدر تنخواہ یا آمدنی ماہوار ہو ایسا عہدہ ہو۔ تب ہم لڑکی دینگے۔ ورنہ نہیں۔

سو غرض یہ ہے کہ از روئے قانون میراث جیسا کہ لڑکے کے حقوق ہیں جائداد پدری کے اسی طرح لڑکی اور بہن کا حصہ بھی مقرر ہے۔ پس جہاں لڑکے والے گھرانے دولتمند ہیں۔ اور لڑکی وہاں جاکر آسودہ حال ہونے کی امید بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح کیا غریب اور نادار احمدی مسلمان لڑکوں کا حق نہیں ہے۔ کہ ان کو صاحبان دولت اور ذی ثروت احباب اپنے رشتہ اور ناطہ میں قبول کر کے اپنی لڑکی یا بہن کو اپنی جائداد میں اس کا حصہ دیدیں تاکہ اس کا غریب اور نادار شوہر ایک دولتمند بیوی کر کے غربت اور ناداری کے وبال سے رہائی پاوے۔ کیا اپنے غریب بھائیوں کی پرورش کے واسطے یہ عمدہ طریقہ نہیں۔ یا مسلمانوں بالخصوص احمدیوں کے ہاں یہ دروازہ حضرت مسیح موعود کی [illegible] بند ہی رہا۔ تو اور کون اس باب [illegible] کو مفتوح کریگا۔ جس میں غریب پروری کا اعلیٰ راز موجود ہے۔ یا یہ عمدہ صفت پارسیوں کیواسطے ترک کر دی گئی۔ مگر صرف وہی قوم قوم پروری اور غریب نوازی کے قانون پر عامل ہے۔

خداوند عالم جو رازق ہے۔ کیا ایک غریب خاندان کو متمول اور متمول کو غریب نہیں کر سکتا۔ ضرور کر سکتا ہے پس اپنی لڑکی کے واسطے ضروری نہیں کہ لڑکے کی دولتمندی ہی اعلیٰ وصف قرار دیا جاوے۔ یہ اصول غلط ہے۔ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر۔ کسی کو وسعت رزق دینا یا کسی سے دولت لے لینا۔ یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پس عہدوں اور تنخواہوں اور آمدنیوں کی قیود لگانا لازمی قرار دینا درست نہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص نے ہم کو کہا کہ ہم اپنی لڑکی دینا چاہتے ہیں۔ مگر جس کو ہم دینا چاہتے ہیں۔ وہ کم از کم سب [illegible] آفیسر یا اس کے قریب کا عہدہ رکھتا ہو۔ کیونکہ ہمارے غیر احمدی رشتہ داروں سے جو شخص خواہاں ہے۔ وہ اسی عہدہ کا آدمی ہے۔ شاید کہ ہم ایک احمدی کو لڑکی دیکر خسارہ میں نہ رہیں۔ ورنہ ہم کو خاندان کے لوگ طعنہ دینگے کہ دیکھو احمدیوں میں ان کو ہمارے جیسا آدمی نہ ملا۔ چنانچہ تھوڑے دنوں کے انتظار کے بعد جب اس کا خیال احمدیوں میں پورا نہ ہوا۔ تو ایک غیر احمدی کو لڑکی دیدی اور خود بھی احمدیت کو جواب دیدیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تیسرا امر جو مانع تعلق رشتہ داری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بعض نوجوان اس فکر میں رہتے ہیں کہ ہم کو وہ بیوی ملے جو ضرور کسی اعلیٰ عہدیدار یا دولتمند آدمی کی لڑکی ہو اعلیٰ درجہ کی خوبصورت۔ تعلیم یافتہ ہو۔ ہاں اس بات کا کوئی فکر نہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کی دیندار ہو۔ قرآن دان یا قرآن خوان ہو۔ امور خانہ داری سے واقف ہو۔ مومنہ احمدیہ ہو۔ موخر الذکر امور کو اپنی بیوی کے واسطے شرط لازمی قرار نہیں دیتا۔ مگر وہ نہیں جانتے۔ کہ بسط فی الرزق خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کی دامادی نہیں۔ لڑکی کا احمدیہ مومنہ ہونا۔ اور خانہ داری میں باخبر اور باسلیقہ ہونا۔ اور شوہر کی مطیع اور فرمانبردار ہونا۔ تعلیم دین سے باخبر ہونا اور متقیہ ہونا ضروری ہے۔ اور اگر خوبصورتی ظاہری بھی ہو تو نورٌ علیٰ نور ہے۔ خوبصورتی رنگت کی سفیدی کا نام نہیں۔ بلکہ صحت اور تناسب اعضاء کا نام ہے۔ شکل کی ظاہری خوبصورتی تو بالکل عارضی شے ہے۔ اور ایک دو اولاد تک محدود ہے۔ اور پھر نہیں۔ ہاں قبل الذکر امور دائمی یعنی تا زیست ہیں۔ پس عارضی خوبصورتیوں کی خاطر دائمی خوبصورتیوں کو مت ترک کرو۔ ہاں اگر دونوں اتفاق سے مل سکیں۔ تو نورٌ علیٰ نور ہیں۔ ورنہ اتستبدلون الذی ھو ادنیٰ بالذی ھو خیر۔

عزیزو! مسلمان ہو کر اور پھر احمدی مومن ہو کر ان واقعات پر غور کرو۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی خالہ زاد بہن زینب بنت جحش اپنے ایک آزاد کردہ غلام کو دی۔ یعنی زید بن ثابت کو۔ اور اخوت اور مساوات کا نمونہ ایک غیور قوم قریش اور آزاد کردہ غلاموں کے درمیان پیش کیا۔ ذات پات کا سوال دور کر دیا۔ اور کمی حیثیت کا فرق اٹھا دیا۔

حضور نے خود حضرت علی ابن طالب کو اپنی لڑکی سیدزادی حضرت بی بی فاطمہ رضہ دے کر بتا دیا کہ سیدزادی کا

نکاح ایک غیر سیدزادہ سے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ابوطالب سید نہ تھا۔ اور حضرت علی سیدزادہ نہ تھے۔ کفو کا فرق دور کر دیا۔ حضرت علی نے حضرت عمر ابن خطاب کو لڑکی دیکر اس تمثیل کی تجدید کی۔

حضرت صدیق اکبر نے اپنی اکم سن لڑکی جن کی عمر ۹-۱۰ سال تھی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دی۔ جبوقت کہ حضور کی عمر ۵۳ یا ۵۴ سال تھی اور مساوات عمر کا فرق اٹھا دیا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کئی بیوہ عورتوں سے نکاح کیا۔ جنمیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ بھی داخل تھیں اس طرح نکاح ثانی اور بیوگان کے نکاح کے لئے عملی نمونہ پیش کر دیا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر بوقت نکاح حضرت خدیجہ ۲۵ سال کی تھی۔ اور حضرت خدیجہ کی ۴۰ سال کے قریب۔ اس مثال سے بیوی کے بڑی عمر والی ہونے کو معیوب جاننے کو رد کر دیا۔

پس ان مثالوں سے فائدہ لو۔ اور ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ پر عمل کا موقع نکالو۔

ازدواج باہمی کیواسطے شرائط ضروری یہ ہوں۔ لڑکے کے لئے اول شرط تو یہ ہو کہ لڑکا احمدی ہو۔ متقی ہو۔ پابند صوم وصلوٰۃ وارکان دین ہو۔ اس میں تبلیغ واشاعت دین کا عملی جوش ہو۔ بلکہ ان پر شادی کیواسطے قرآن کریم اور حضرت صاحب کی چند کتب کا امتحان لازمی قرار پائے اور اپنے دوستوں کو تبلیغ کرنے اور ان کو احمدی کرنے کا عہد لیا جاوے۔ جسپر وہ ضرور پابند رہے۔ دوم۔ صاحب ہنر ہو۔ ہاں اس کے ساتھ ظاہری خوبصورتی اور ... امور ہوں تو خیر۔ ورنہ لازمی قرار نہ دی جاویں۔ نہ یہ کہ ذات یہ ہو۔ عہدہ یہ ہو۔ تنخواہ اتنی ہو۔ وغیرہ۔

اسی طرح لڑکی کے واسطے لازمی شرط یہ ہو۔ اول اگر احمدی ہو تو بہتر ورنہ غیر احمدی بھی لے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ قرآن خوان ہو۔ تعلیم یافتہ ہو۔ امور خانہ داری سے واقف ہو۔ سلیقہ والی ہو۔ اور فرمانبرداری کی صفت اس میں موجود ہو۔ باعفت وباعصمت ہو۔ بس۔ ہاں اگر عالی خاندان ہو یا کسی دولتمند کے گھر سے لڑکی آئے اور ظاہری خوبصورتی بھی۔ تو خیر۔ ورنہ لازمی امور نہوں۔

افسوس ہے کہ لوگ ان امور کا خیال چنداں نہیں کرتے حالانکہ دونوں گھروں کے واسطے صرف یہی امور تا زیست خوشی اور راحت کا باعث ہو سکتے ہیں۔ ورنہ نہیں

جو لوگ صرف ظاہری خوبصورتی یا دولتمندی کے واسطے تعلق قائم کرتے ہیں۔ انکی اس کثرت سے مثالیں ہر مقام میں اسقدر موجود ہیں۔ کہ ہمارا کوئی مثال پیش کرنا وقت ضائع کرنا ہے۔ ان کا انجام اکثر اچھا نہیں اور ضرور بالضرور ... خواہشمند فریق پچھتایا۔ اور خون کے آنسو رویا۔

حضرت امام علیہ السلام کے منشاء کے خلاف ورزی

(۱) بعض لوگ دیدہ دانستہ اپنی لڑکی کو غیر احمدیوں کو دیتے ہیں۔ مگر وہ اس خیال سے بے خبر ہیں۔ جو حضرت صاحب کے حکم کے خلاف ورزی میں لوگوں نے بھگتا ہے یا بھگتنا پڑیگا۔ اور حضرت نورالدین اعظم نے تو ایسے لوگوں کو جماعت سے خارج کیا ہے۔ اور صاف فرمایا کہ وہ احمدی ہی نہیں ہیں۔ اور حضرت خلیفہ اول نے ان کے خلف میں منع صلوٰۃ کر دی ہے۔

(۲) بعض لوگ کسی لڑکے کو پسند کر کے اس سے ایک پیسہ کا کارڈ لکھوا دیتے ہیں۔ تاکہ تعلقات باہمی جائز ہو جاویں وہ لڑکا بھی اہل غرض خط لکھ دیتا ہے۔ جب غرض پوری ہوئی۔ اور پھر سوٹا لے کر لڑکی کے گرد ہوا۔ اور تمام احمدیت کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ اور وہ سلوک لڑکی سے کیا کہ لڑکی والے خود پشیمان ہوتے ہیں۔ مگر اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ یہ تمام خلاف ورزی حکم امام کا نتیجہ ہوتا ہے۔ پس حکم امام کے خلاف ورزی درست نہیں۔

(۳) بعض لوگ احمدی ہو کر اپنے داماد پر بوقت نکاح وہ قیود لگا دیتے ہیں۔ کہ جو غیر احمدیوں کا کام ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسقدر لڑکا دکھ میں رہتا ہے۔ اور ان قیود کے باعث مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ لڑکی کو آرام وراحت نصیب ہونا مشکل ہوتا ہے۔ گویا اپنے ہاتھوں داماد کو مصیبت میں مبتلا کرنے سے اپنی لڑکی کو جہنم میں وارد کرتا ہے۔

بعض لوگ اسقدر مہر باندھ لیتے ہیں جسکو ادا نہیں کر سکتے حالانکہ یہ وہ اقرار ہے جس کا پورا کرنا اول تو اسی وقت ورنہ جسقدر جلدی ہو۔ پورا کیا جانا ضروری ہے۔ اور غیر احمدیوں کی طرح محض برائے نام عہد جاننا کہ "کس نے لینا اور کس نے دینا" کا خیال ایک مومن کی شان کے خلاف ہے۔ ان العھد کان مسئولا۔ یاد رہے لا دین لمن لا عھد لہ بھول نجاوے۔ اوفوا بالعقود کیوں فراموش ہو۔

یہ امور سردست برائے ملاحظہ احباب پیش ہیں۔ اور قوم آزادی کے ساتھ اتفاق یا اختلاف کے دلائل کی استدعا ہے جو کوئی مفید نتیجہ پیدا کر سکے۔ اور جن میں اخوت۔ مساوات۔ غریب پروری احمدیت سب کا خیال رہے۔ اور قومی شیرازہ کو مضبوط کرنے کے اصول کو مدنظر رکھ کر کیا جاوے۔

ہندو اخبارات کے اعتراضات کا جواب

قادیان سے ایک دوست نے مجھے آریہ گزٹ۔ پرکاش وغیرہ چند ہندو پرچوں سے میری بابت جو ریمارک چھپے ہیں۔ کاٹ کے بھیجے ہیں۔ میں ان ہندو پرچوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں جو احمدی بنا ہوں۔ یہ کسی دنیاوی خیال سے نہیں بلکہ سچائی کی محبت کیوجہ سے۔ میں اس زمانے کے نبی پر ... ایمان لایا مجھے آریہ یا اور کسی اور مذہب کے برخلاف تعصب نہیں۔ بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ہمیں سکھایا۔ ہم سب مذاہب کے پیغمبروں کی عزت کرتے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ اس آزادی کے زمانہ میں جبکہ میرے اہل وطن اسقدر جوش کے ساتھ انگریزوں سے زیادہ آزادی کی درخواست کر رہے ہیں وہ مذہبی معاملات میں کسی شخص کو اسوجہ سے برا بھلا نہیں کہینگے۔ کہ اس نے آزادی سے جو مذہب اس کے دل کو بھایا۔ اس کو اختیار کر لیا۔ اگرچہ میں تمام انسانوں سے خواہ وہ کسی مذہب کے کیوں نہوں محبت کرتا ہوں۔ اور سب کا بھلا چاہتا ہوں۔ تاہم میں کسی کو خوش کرنے کے لئے سچائی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوب فرمایا ہے۔

حرف وفا نہ چھوڑوں نہ اس عہد کو نہ توڑوں
اس دلبر ازل نے مجھ کو کہا یہی ہے
دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا! اک باؤلا یہی ہے

مولوی محمد علی صاحب کے حضور میں

میرے مکرم مولوی صاحب مجھے آپ سے محبت تھی۔ اور اب بھی ہے۔ میں آپ کو نہایت متین و سنجیدہ خیال کرتا تھا۔ آپ صالح تھے۔ نیک ارادے رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے یہ چند سطور آپ کی خدمت میں عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ بایں امید کہ آپ ناراض نہوں گے۔

مولوی صاحب میں نے آپ کے مضامین ریویو میں پڑھے ہیں۔ اور میں خوش ہوتا تھا۔ فخر کرتا تھا۔ اور آپ کی محبت میرے دل میں بڑھتی جاتی تھی۔ اس لئے مولوی صاحب اگر ان مضامین کی بناء پر میرا یہ مذہب ہو۔ کہ مرزا صاحب نبی ہیں۔ رسول ہیں۔ نبی آخر زمان ہیں۔ پیغمبر آخر زمان ہیں۔ اور آیت اٰخرین منھم میں جس رسول کے آنے کی خبر ہے وہ حضرت مرزا صاحب ہی ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خیال کروں۔ کہ آپ کا بھی یہی مذہب تھا۔ نہ صرف خیال بلکہ یقین کرلوں۔ کہ آپ ضرور لاریب حضرت مرزا صاحب کو نبی۔ رسول" "پیغمبر آخر الزمان" مانتے تھے۔ اور ایسا ہی نبی جیسا کہ پہلے انبیاء ہوئے ہیں نہ کہ مجددین اسلام جیسا کیونکہ کہیں بھی۔ کسی جگہ بھی آپ نے ایسا تحریر نہیں فرمایا۔ مگر مولوی صاحب۔ مجھے ڈر ہے۔ کہ اس خیال کی بناء پر کہیں غصہ میں آکر مجھ کو سانپ اور سانپ کا بچہ نہ بنا دیں۔ انسان سے حیوان بلکہ جنگل کا درندہ ہی نہ بنا دیں۔ مگر میری طرف سے اجازت ہے۔ ہاں یہ عرض کرتا ہوں کہ غصہ سے نہیں۔ مہربانی سے۔ سختی سے نہیں نرمی سے متکبرانہ لہجہ میں نہیں۔ بلکہ تکبر کو دل سے نکالکر۔ میری اس عاجزانہ درخواست پر غور کرینگے۔ اور میرے اس خیال پر مجھ کو برا بھلا نہ کہینگے۔ ورنہ جواب تلخ مے زیبد الخ

مولوی صاحب! میرے اچھے مولوی صاحب آپ نہیں جانتے۔ کہ میں کسقدر محبت آپ سے کرتا تھا۔ اور اب بھی کسقدر وقعت آپ کی میرے دل میں ہے مولوی صاحب اگر دل کوئی جسم شے ہوتا۔ اور اسپر وہ تغیرات و تاثیرات جو محبت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور منقوش ہو جاتے ہیں۔ تو میں ضرور اس دل کو اپنے سینہ سے نکال کر آپ کی میز پر رکھ دیتا۔ اور نہایت ہی عاجزی سے عرض کرتا۔ کہ یہی غریب کی نذر ہے۔ مگر آہ! ایسا نہیں ہے۔ اسلئے الفاظ سے ہی ظاہر کرتا ہوں کہ میں آپ سے محبت کرتا تھا۔ اور اسی محبت کی وجہ سے آپکو مخاطب کیا ہے۔

مولوی صاحب! آپ کا اپنی تحریرات کے متعلق وہ جواب میں نے سُنا اور پڑھا ہے۔ کہ میری یا زید و بکر کی تحریر شرعی حجت نہیں ہے۔ مولوی صاحب! میری اس جواب سے تسلی نہیں ہوئی۔ اور میں اس سے بہتر جواب کے لئے بیقرار ہوں۔ کیونکہ آپ نے وہ مضامین اسوقت لکھے تھے جبکہ حضرت مسیح موعود زندہ تھے۔ اس لئے آپ پر ضرور حجت ہیں۔ اور مجھ پر بھی۔ جس کو آپ سے محبت تھی۔ آپ اسپر غور کریں۔ امید ہے آپ کی خود بھی اس جواب سے تسلی نہ ہوئی ہوگی۔

آپ کا وہ جواب کہ میں انگریزی میں مضامین لکھا کرتا تھا اور کوئی اور شخص ان مضامین کا ترجمہ کرتا تھا۔ اس لئے آپ پر ان الفاظ کی بناء پر حجت نہیں۔ گویا اس طرح پر آپ الزام سے بری ہو جاتے ہیں۔ میرے مکرم مولوی صاحب۔ میں نے اس جواب پر غور کیا۔ اور خوب غور کیا تسلی نہوئی۔ پر نہ ہوئی۔ سوچا اور سوچتا رہا۔ مگر تسکین میسر نہ آئی۔ اس لئے عرض خدمت ہے۔ کہ مضامین آپ لکھتے تھے۔ ترجمہ کوئی اور کرتا تھا۔ کیا وہ لوگ ایسے ہی بیباک تھے یا آپ خود ہی ایسے بے خبر تھے۔ کہ آپ کے مضامین کے خلاف وہ ترجمہ کردیتے تھے۔ اور پھر وہ اسوقت بغیر آپ کو اطلاع دئے اس پرچہ میں شائع بھی کر دیتے تھے جس کے آپ ایڈیٹر تھے۔ اور آپ کو خبر بھی نہ ہوتی تھی

مولوی صاحب! میری سمجھ سے یہ بات باہر ہے میں آپ جیسے ذمہ دار انسان کی نسبت یہ خیال بھی دل میں نہیں لاسکتا۔ کہ آپ اسقدر لاپرواہ ہوگئے۔ آپ آنکھ بند کرکے قادیان میں رہتے اور فرائض ادارت سے غافل ہوگئے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے۔ آپ انگریزی میں کچھ اور لکھتے۔ اور ترجمہ کرنیوالے کچھ اور آپ کی تحریرات کے معنے کے خلاف ترجمہ کردیتے آپ کا مذہب کچھ اور ہوتا۔ وہ کچھ اور آپ کی طرف منسوب کردیتے۔ اور پھر آپ خاموش بیٹھے رہتے۔

اگرچہ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے۔ مگر میں آپ کی محبت کی وجہ سے آنکھ بند کرکے یہ مان لیتا ہوں کہ آپ کو واقعی خبر نہ ہوتی ہوگی۔ آپ کو کثرت کار کی وجہ سے اس امر کے متعلق اطلاع نہ ملتی ہوگی۔ اس لئے آپ معذور رہتے۔ مگر آہ! مولوی صاحب! آپ کے متعلق اسقدر غلط فہمی پھیلائی جا رہی ہو۔ غلط فہمی بھی ایسی جس سے بقول آپ کے اسلام کی بیخ کنی ہوتی ہو۔ جماعت آپ کے متعلق ان باتوں کو پڑھتی اور یقین کرتی تھی۔ کہ یہ آپ کے دلی جذبات اور سچے معتقدات ہیں۔ لیکن آپ نے کبھی کوئی تحریر ان کے خلاف کسی اخبار میں شائع کی۔ پھر اگر یہ خیالات جماعت کے عقائد کے خلاف تھے۔ تو کسی جماعت کے آدمی نے ہی ان مضامین کے متعلق کچھ لکھا ہوتا۔ میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ریویو کو دیکھا۔ اسوقت کے اخبارات کو دیکھا۔ کوئی ایک بھی تحریر نہ آپ کی نہ آپ کے دوستوں اور رفقاء کے قلم سے ان غلط منسوب کردہ مضامین کے خلاف دیکھی۔ کیا سب جماعت ہی سو رہی تھی یا آپ کے دوست سو رہے تھے۔ یا آپ خود نیند کے خمار میں تھے۔ میں اسبات کے ماننے کے لئے بھی تیار نہیں تھا مگر آپ کی خاطر مان لیتا ہوں۔

مولوی صاحب! اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ یہ بات ہے۔ اور اس سے درد بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہ درد مجھ کو بعض اوقات بیقرار بھی کر دیتا ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود کو بھی خبر نہوئی۔ کہ ایسی غلط باتیں ریویو میں نکل رہی ہیں۔ آپ کی خاطر یہ مان لیتا ہوں کہ آپ کو اطلاع نہوئی۔ جماعت اور آپ کے دوستوں کو اطلاع نہوئی۔ مگر مولوی صاحب! یہ نہیں مانتا کہ حضرت صاحب بھی اس سے بے خبر رہے۔ آپ کو خبر تھی۔ کہ یہ کچھ لکھا جا رہا ہے اور نہ ہی حضور نے آپ کی طرف منسوب کردہ خیالات کی تردید فرمائی۔ خیال بھی کیسے کہ جن سے بقول آپ کے اسلام کی بیخ کنی ہو۔ جن کی وجہ سے "مرزا صاحب" پر اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ اسوقت حضرت مرزا صاحب خاموشی اختیار کرتے۔ دیکھتے ہیں کہ غلط دعاوی آپ کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں۔ مگر آپ نہیں روکتے۔

مولوی صاحب کیا میں خیال کرلوں۔ اور مان لوں۔ کہ جری اللہ (نعوذ باللہ) آپ کے خلاف لکھتے ہوئے ڈرتا تھا

کہ خواہ مولوی محمد علی صاحب ..... اس افترا کے پہلو
کے دعاوی کی نسبت کچھ بھی شائع کردے یا مولوی محمد علی
صاحب کے ترجمہ کرنیوالے غلط ہی ترجمہ کر کے مشتہر کرتے
رہیں۔ اور حضرت صاحب ان مضامین کو مولوی صاحب
کے مضامین سمجھ کر خاموش ہی ہو رہتے ہوں۔ خواہ ان
دعاوی کی وجہ سے اسلام کی بیخ کنی ہی ہو جاوے
خواہ حضرت مرزا صاحب پر ہی اس سے بہت بڑی زد پڑ جائے
آپ کے خلاف ایک لفظ بھی نہ لکھتے تھے۔ مولوی صاحب
کیا میں مان سکتا ہوں۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ ہاں یہ مان لیتا ہوں
آپ کی نیکی سے حضرت صاحب درگذر فرماتے ہونگے
آپ کی کمزوریوں کو دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہونگے۔ اور
آپ کی بعض دیگر غلطیوں پر زبان و قلم کو حرکت نہیں دیتے
ہونگے۔ اور آپ کے لئے دست بدعا ہو جاتے ہونگے
مگر مولوی صاحب یہ بات میرے دماغ میں نہیں آتی۔
میری سمجھ اس امر کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور میری
حیرانی کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ کہ ایسی ضروری
باتوں کے متعلق جن سے اسلام کی بیخ کنی ہو۔
حضرت صاحب خاموش رہیں۔ نہیں نہیں۔ مولوی صاحب نہیں
یہ عقائد غلط نہ تھے۔ یہ دعاوی درست تھے۔ اور اسی وجہ
سے حضرت صاحب خاموش تھے۔ ان دعاوی سے اسلام
کی بیخ کنی نہ ہوتی تھی۔ اور اس سے حضرت مرزا صاحب پر
بہت بڑی تو کیا معمولی زد بھی نہ پڑتی تھی۔ کیونکہ واقعہ میں
حضرت مرزا صاحب کا یہی مذہب تھا۔ جو آپ نے اس
وقت شائع کیا۔ اور جیسا کہ حضور کے بیسیوں الہامات سے
ظاہر ہے۔ کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ مجھ کو خدا نے نبی کہا
ہے۔ مجھ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
مجھ پر نبوت کی تعریف صادق آتی ہے۔ شریعت نے جو
نبوت کی تعریف کی ہے۔ میں اس کے مطابق نبی ہوں
اور میں اس پر اسوقت تک قائم ہوں کہ اس دنیا سے
گذر جاؤں (مفہوم)

مولوی صاحب! اگر ان دعاوی کی وجہ سے اسلام
کی بیخ کنی ہوتی ہے۔ تو وہ شخص جو کہ اسلام کے
قائم کرنے کیلئے آیا تھا۔ اور جسے خدا نے بھیجا تھا
وہ نبوت کا دعویٰ کرکے آپ کے خیال کے مطابق
اسلام کی بیخ کنی کر گیا۔ اب آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ ہو سکے
تو کریں۔

مولوی صاحب! آپ کو اسوقت سوچنا چاہیے
تھا۔ کیا آپ اسوقت ایڈیٹر تھے۔ کیا اس بات کی
اسوقت خبر نہ تھی۔ کہ "مرزا صاحب" کی تحریر سے اسلام کی
بیخ کنی ہوتی ہے۔ اگر اسوقت خبر نہ تھی۔ تو اب وقت
گذر گیا۔ تیر ہاتھ سے نکل چکا۔ اب وہ واپس نہیں
آسکتا۔ اور اگر خبر تھی۔ تو خود آپ نے اسوقت
مدعی نبوت نبی۔ رسول۔ نبی آخر زمان۔ موعود پیغمبر
لکھا۔ آہ! آپ نے بقول خود اسلام کی بیخ کنی کی۔ اور بہت
تک کی۔ اور اسلام کے قائم ہونے کی زندگی میں کی
اور اب اگر تمام عمر بھی اس کی تردید کرتے رہیں تو کر نہیں
سکتے۔ اور نہیں کر سکتے۔ خود کردہ را چہ علاج۔

مولوی صاحب! اگر ناراض نہ ہوں۔ تو اور بھی
عرض کئے دیتا ہوں۔ آپ لا ریب نیک ارادے رکھتے
تھے۔ اور انہی نیک ارادوں کی وجہ سے آپ نے وطن
کی تحریک کو پاؤں تلے روند دیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود
کے ذکر بغیر آپ نے مردہ اسلام کو پیش کرنا مناسب
نہیں سمجھا تھا۔ اور حضرت صاحب کے دعووں کو نہیں چھپایا
تھا۔ آج اپنی حالت اور اپنے رفقاء کی حالت کو غور
سے دیکھیں۔ انہوں نے مسیح موعود کو ماننا جزو ایمان
قرار نہیں دیا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ لوگ حضرت
صاحب کو اس زمانہ کا (نجات دہندہ نہیں) بلکہ
نجات دہندہ خیال کرتے تھے۔ بلکہ ایمان رکھتے تھے
جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ سے یہ بات ظاہر ہے۔ کہ ہم
تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح
کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو دلوں کے بھیدوں
کو جاننے والا ہے۔ حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے
ہیں۔ کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض
بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام
کو اس زمانہ کا نبی اور رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں

مولوی صاحب! برائے خدا اب آپ ہی بتائیں۔
میں آپ پر فیصلہ چھوڑتا ہوں۔ کہ اگر اب ہمارا یہی عقیدہ ہو۔
جو کہ چند سال قبل اور حضرت مسیح موعود کے وقت میں
آپ کا اور آپ کے رفقاء کا تھا۔ تو کیا اس سے اسلام کی بیخ کنی
ہو جاتی ہے۔ آپ نے اپنے رفقاء اور اپنے قلم کو اسوقت روکا
ہوتا۔ اور اس وقت یہ ہدایت کی ہوتی۔ کہ مرزا صاحب کو
نبی کہنا اسلام کی بیخ کنی ہے۔ مگر اب جبکہ یہ "زہر" جو میرے
نزدیک تریاق ہے۔ آپ نے اور آپ کے رفقاء نے پھیلا دی
تو اس کا دفعیہ کرنا فضول ہے۔ اور محض بیکار ہے۔ کیونکہ
اس کا اثر ہو چکا۔ افسوس مولوی صاحب افسوس!

مولوی صاحب! آپ کو شرم آئے یا نہ آئے۔ میں تو
سچ کہتا ہوں۔ کہ شرم میرا دامن پکڑ لیتی ہے۔ اور میری آنکھیں
نیچے جھک جاتی ہیں۔ آپ کی اس حالت کو اور اس موجودہ
حالت کو دیکھ کر۔ اسوجہ سے کہ مجھے آپ سے محبت ہے۔

مولوی صاحب! آپ نے حضرت مسیح موعود کے ارشاد
کے خلاف کہ قادیان مرکز ہے اس کو چھوڑ دیا۔ یہی کہ
آپ ایک انجمن کے سکرٹری سے ترقی کرکے ایک انجمن کے
پریزیڈنٹ بن گئے۔ میں مان لیتا ہوں کہ آپ نے ترقی کی ہے مگر
معاف فرمائیے۔ کیونکہ یہ ترقی معکوس ہے۔ اسواسطے کہ اس
وقت آپ چار لاکھ سے زائد احمدیوں کی جماعت کی
صدر انجمن کے سکرٹری تھے۔ اور اب ۴ ہزار سے بھی کم
آدمیوں کے پریزیڈنٹ ہیں

مولوی صاحب! میں یہ مان لیتا ہوں کہ اب آپ قادیان سے
لاہور جیسے بڑے شہر میں ہجرت فرما کر چلے گئے ہیں۔ جہاں
آپ کو زیادہ آرام ملتا ہے۔ مگر مولوی صاحب دیار مسیح سے
دور۔ اس کے تخت گاہ سے دور اندیشہ ہے۔ کہ شاید کوئی دن
ایسا آجائے۔ کہ ایسا تغیر واقع ہو کہ اس سے بھی دور ہی ہو
جائیں خدا اپنی پناہ میں رکھے۔

مولوی صاحب! میں یہ بھی مان لیتا ہوں کہ لاہور جاکر
آپ نے ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ جو بذات خود ایک بہت بڑا
کام ہے۔ اور قابل تعریف۔ مرتد عبدالحکیم نے بھی شائع
کیا تھا۔ اور قابل تعریف کام کیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود
نے پسند بھی کیا تھا۔ اور ایسا ہی آپ کا کام بھی قابل ستائش
ہے۔ مگر مولوی صاحب صدر انجمن کی ملازمت میں رہ کر
اور تنخواہ لے کر ترجمہ کردہ قرآن شریف کو غصب کر کے
شائع کیا تو کیا کیا۔ مولوی صاحب عبدالحکیم نے تو کوئی
تنخواہ نہیں لی تھی۔ کسی سے کوئی مدد نہیں لی تھی کسی سے

شائع کرنے کے لئے روپے نہیں لئے ۔ سب کچھ خود ہی کیا تھا ۔ آپ نے تو تنخواہ لے کر ترجمہ کیا ۔ اور پھر اس پر بھی بے جا تصرف کرکے اپنا ہی بنا کر بیٹھ گئے ۔ مولوی صاحب مجھ کو تو آپ کی ان حرکات پر شرم آتی ہے ۔ اور آنی چاہئے کیونکہ میرے دل میں آپ کی محبت تھی ۔ اور اب بھی ایک حد تک ہے ۔

یہ ٹھیک ہے ۔ کہ آپ کی انجمن کافی روپیہ مہیا کر لیتی ہے مگر کس سے ۔ غیروں سے ۔ ان کے آگے دست سوال دراز کرکے ۔

مولوی صاحب ! حضرت مسیح موعود پر یہ افترا کرتے ہوئے خوف الٰہی دامنگیر نہ ہوا ۔ جبکہ آپ نے فرمایا تھا ۔ کہ آمنہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام جبرئیل کے حکم سے احمد رکھا ہے ۔ اب جو حوالہ طلب کیا جاتا ہے ۔ تو خاموش ہیں ۔

میرے مکرم مولوی صاحب دوسری طرف بھی غور فرمایئے جب آپ یہاں سے تشریف لے گئے ۔ تو اسوقت صدر انجمن کی کیا حالت آپ لوگوں نے بنائی تھی ۔ خزانہ میں چند روپے تھے ۔ کئی ہزار ... قرض تھا ۔ اور پھر اس موجودہ حالت کو بھی غور سے دیکھیں ۔ کہ کسقدر اس حالت اور اس حالت میں فرق ہے ۔ آپ نے سکول کو نامکمل چھوڑا تھا ۔ اب وہ بفضلہٖ مکمل ہو گیا ہے ۔ منارۃ المسیح بھی تیار ہو گیا ۔ اور شفاخانہ بھی بن گیا ہے ۔ اور سینکڑوں نئے مکانات تعمیر ہو گئے ہیں ۔ ترقی اسلام کی تبلیغی کوششوں کو بھی دیکھیں ۔ اور اسوقت کی تبلیغی کوششوں کو نظر کے سامنے لائیں ۔ زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا ۔

میں یہ بھی مان لیتا ہوں کہ خواجہ صاحب نے کچھ انگریز مسلمان بنائے ہیں ۔ مگر مسیح موعود کو چھپا کر ۔ اور آپ اور آپ کے مشن کو یورپ میں سم قاتل قرار دیکر ۔

مولوی صاحب ! آپ کی عزت ۔ آپکی وقعت اب بھی ہمارے دلوں میں باقی ہے ۔ بیشک آپ نے بہت کام کیا تھا ۔ ترجمہ کیا ۔ ریویو میں مضامین لکھے ۔ ملازمت چھوڑی ۔ قادیان میں سکن اختیار کیا تھا یہ ایک بہت بڑی قربانی تھی ۔ بیشک آپ حقدار ثابت ہوتے ہیں کہ ضرور خلیفہ آپ ہی ہوتے چاہیئے تھے ۔ کیونکہ خدمات جو ہوئیں ۔ مگر اس زبردست صاحب قدرت و جلال و دائم خدا کو کیا کرو ۔ جس نے زبردستی آپ کی قلم سے یہ لکھوا دیا کہ خلافت ہونی نہ چاہیئے ۔ اور دوسرے ایک ایسے شخص کو خلیفہ بنا دیا ۔ جو کہ کہتا ہے ۔ کہ میں لائق نہیں ہوں ۔ جو کہ کہتا ہے کہ میری خدمات کچھ نہیں ہیں ۔ جو کہ کہتا ہے کہ میری قربانی بہت بڑی قربانی نہیں ہے ۔ مگر کیا کیا جائے مجبوری ہے ۔ خدا نے زبردستی خلیفہ بنا دیا ۔ وہ خود خلیفہ بننا نہ چاہتا تھا ۔ اس کے دل میں کبھی خلیفہ بننے کی خواہش پیدا نہیں ہوئی تھی ۔ مگر خدا نے لوگوں کے دلوں کو اس کی طرف پھیر دیا ۔ خود ان کے دلوں میں یہ تحریک پیدا کر دی ۔ دوسری طرف باوجود آپ کی وجاہت کے باوجود آپکے ایم ۔ اے ہونے کے ۔ باوجود مہاجر کہلانے کے ۔ باوجود سکرٹری ہونے کے ۔ باوجود اڈیٹر ریویو و مترجم قرآن ہونے کے لوگ آپ سے مانوس نہ ہوئے بلکہ ہوئے ۔ سوائے چند آدمیوں کے ۔ اس سے یہ بات صاف عیاں ہے ۔ کہ خدا کو یہ منظور نہ تھا ۔ ورنہ آپ کے خلیفہ ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہ تھا ۔ اور اگر میرے اختیار میں ہوتا ۔ تو میں ضرور بوجہ اس محبت کے آپ کو خلیفہ بنا دیتا ۔

مولانا ! آپ نہیں جانتے کہ میں کس قدر بیتاب ہوں اور میری کتنی خواہش ہے ۔ کہ آپ پھر قادیان میں آئیں ۔ دیار مسیح میں ۔ رسول خدا کی تخت گاہ میں ۔ اس محترم سرزمین میں ۔ جو اب ہجوم خلق سے ارض حرم ہے وہی آپکا مسکن ہو ۔ اور اسی طرح سے آپ خادمانہ طور پر کام کرتے ہوئے نظر آئیں ۔ پھر وہی نبی و رسول حضرت مسیح موعود کے لئے استعمال کریں ۔ پھر اسی طرح محمود کی فضیلت کا سچے دل سے اعتراف کریں ۔ جس طرح ۱۹۰۶ء میں آپنے کیا تھا بلکہ اس سے بڑھ کر ۔ اور دنیا اور دنیا والوں سے قطع تعلق کرکے ایک چھوٹا سا جھونپڑا یہاں ہی بنجائے اور بس ۔

اے وہ خدا جس کے قبضہ تقدیر میں دل ہیں ۔ پھیر دے مولویصاحب کو پھیر دے حق کی طرف ۔ صداقت کی طرف ۔ ہاں اسبات کی طرف جو سچ ہے ۔ اور جس کی صداقت کا اقرار خود وہ مسیح موعود کے وقت میں کر چکے ۔ مولا آقا ربا ۔ الہا اس کے دل میں مسیح موعود کی پہلے سے زیادہ محبت قائم کر دے ۔ اور پیارے محمود کی الفت سے اس کے دل کو بھر دے ۔ اس کے دل سے تکبر و غرور دور کر دے وہ آئے اور ہمارے ساتھ بیٹھ جائے ۔ آمین میرے مولا آمین ۔

والسلام ۔ میں ہوں آپکا خیر خواہ عاجز صدیق

وی پی آتے ہیں ۔

انشاء اللہ العزیز ! نومبر کا پہلا یا دوسرا پرچہ ان خریداران الفضل کے نام وی پی ہوگا ۔ جن کی قیمت ماہ اکتوبر میں ختم ہوتی ہے ۔ افسوس ہے کہ باوجود پہلے اطلاع دینے کے بہت سے احباب وی پی واپس کر دیتے ہیں ۔ اور اس طرح پر بیس پچیس روز اخبار بھی مفت ان کے پاس پہنچتا رہتا ہے ۔ جس سے دفتر کو دہرا نقصان ہوتا ہے ۔

کاغذ بہتر سے بہتر لگا دیا گیا ہے ۔ چھپوائی آپکے سامنے ہے ۔ ان اخراجات کے مقابلہ میں اشاعت بڑھانی چاہیئے ۔ نہ کہ گھٹا دینی ۔ پس احباب اس بات کا خاص خیال رکھیں ۔ مینیجر الفضل

---

(۷) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور آپ کے خلیفہ اوّل حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا مصدقہ ممیرا - در حضرت خلیفہ اول کا بتایا ہوا

سرمہ ممیرا اور ست سلاجیت

اصلی ممیرا ایک ایسی چیز ہے - جو امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے - میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور ایک مجمع کے سامنے مسجد مبارک میں ممیرا پیش کیا - آپنے اسے بہت پسند فرمایا - اور فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے - جس سے لوگ ہزاروں روپیہ کماتے ہیں - میں نے حضور علیہ السلام کی اجازت کے بعد سلسلہ کے اخبار بدر و الحکم اور رسالہ میگزین میں اسے شائع کیا - اور خدا کا شکر ہے کہ بہت لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا - اور میں نے بھی نفع اٹھایا - الحمد للہ علیٰ ذالک ٭

میں اس سرمہ اور ممیرے کو ہمیشہ اسی نیت سے مشتہر کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مصدقہ ہے - اور نسخہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا تجویز کردہ ہے -

جو لوگ امراض چشم میں مبتلا ہیں یا حفظ ماتقدم کے طور پر حفاظت کے طور پر حفاظت چشم چاہتے ہیں - وہ اس سرمہ کا استعمال کریں - حضرت حکیم الامت نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ :- "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند - جالا - پھولا - پڑوال - سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیابند اور دیگر امراض چشم کے لئے مفید ہے - قیمت سرمہ ممیرا قسم اول عہ فی تولہ - اصلی ممیرا کی قیمت عہ روپیہ فی تولہ - یہ سرمہ جنکی آنکھیں دکھتی ہوں ان کے لئے بہت مفید اور مجرب اور مقوی بصر ہے - خصوصاً طلباء کے لئے -

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے - مقوی جمیع اعضاء - نافع صرع - مشتہی طعام - قاطع بلغم و ریاح - دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ - تنگی نفس و دق - تو ہیت - فساد بلغم و قلت کرم شکم - منفعت ناک - گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی بے حد مفید ہے - درد و ضعف کمر کیلئے بہت مفید ہے - ایک دو ماہ بخود مسیح کیو قت ہمراہ دودھ استعمال کریں - قسم اول عہ - المشتہر احمد نور کابلی مہاجر قادیان

ایک مستری برائے آئل انجن چاہیئے

اگر کوئی احمدی مستری برائے آئل انجن واقفکار ہووے - تو فوراً اطلاع بنام سکرٹری سٹور احمدیہ قادیان آنی چاہیئے - تنخواہ کا فیصلہ کام دیکھ کر ہو جائیگا - والسلام

از دفتر سکرٹری سٹور احمدیہ قادیان دارالامان

اصلی خالص مومیائی

نقلی سے بچو

یہ مومیائی تمام دماغی اور بدنی کمزوریوں کیلئے اکسیر ہے - درد کمر کے لئے تریاق - اعلیٰ درجہ کی مقوی اعضاء رئیسہ اور مولد خون صالح ہے ضعف گردہ و مثانہ کیلئے اکسیر اور بوڑھوں کو عصائے پیری ہے اسکی سب سے بڑی خوبی حلق سے اترتے ہی خون بنجاتا ہے - چوٹ لگنے پر سہ برتی کھانا درد کو فوراً موقوف کر دیتا ہے - مرد بچے بوڑھے سب کیلئے اور ہر موسم میں مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ عہ علاوہ محصولڈاک

پتہ :- حکیم مرزا عنایت خان حیرت امرتسر (پنجاب)

ممالک غیر کی خبریں

حامی جرمن اخبار کے فرنچ معاونین (پیرس ۱۹ - اکتوبر) شمال فرانس میں جرمن تصرف کے زمانہ میں جرمنوں کے موید پرچہ آرڈینس سے تعلق رکھنے کی بنا پر دس فرنچ مردوں اور عورتوں کو سزا دیگئی ہے تین کی نسبت موت کا فتویٰ صادر ہوا ہے - بقیہ ۷ تک مشقت تعزیری کے مستوجب قرار دیے گئے ہیں

مجوزہ فرانسیسی لاٹری پیرس ۲۰ - اکتوبر - فرانسیسی چیمبر میں مسٹر لیور کی مجوزہ لاٹری کی تفصیل شائع کی گئی ہے - جو لاٹری دو ارب چالیس سو پونڈ کے قرضہ کی ہوگی - اسپر کوئی سود وغیرہ نہ لیا جاوے گا - بلکہ پچاس ہزار پونڈ روزانہ کا پریمیم بانڈ قریباً دو سال تک شائع کیا جائیگا - جنمیں ایک ہفتہ واری پریمیم بانڈ دو سو پونڈ سے ۲۰ ہزار پونڈ تک اضافہ ہوگا ٭

ہندوستان میں میڈیکل معاملات (لنڈن ۱۷ - اکتوبر) سرجن جنرل سر ہیراوک آیندہ ہفتہ ہندوستان میں دورہ کو جا رہے ہیں تاکہ مسٹر مانٹیگو کو ہندوستان میں میڈیکل معاملات کے متعلق مشورہ دے سکیں ٭

ہندوستان میں چیف آف دی سٹاف کا تقرر لنڈن ۱۷ - اکتوبر - مسٹر مانٹیگو نے لفٹنٹ جنرل سر سی - ڈبلیو جیکب کو چیف آف دی انڈین سٹاف مقرر کیا ہے - اس تقرر سے آیندہ کمانڈر انچیف کے تقرر کا سوال بالکل فیصلہ ہو جائیگا - امید کی جاتی ہے - کہ یہ عہدہ سر ولیم برڈوڈ کو دیا جائیگا ٭

پیٹروگراڈ پر دھاوا سٹاک ہالم ۱۸ - اکتوبر - ایک تار ناقل ہے - جس کے بیان کے متعلق ابھی تک کوئی تصدیق نہیں ہوئی - کہ جنرل یوڈینچ کی فوج پیٹروگراڈ پہونچ گئی ہے -

انگلستان میں عرب نمایندے لنڈن ۱۵ - اکتوبر - اسوقت انگلستان میں عرب نمایندے پہونچے ہوئے ہیں - وہاں وہ ملک معظم کی خدمت میں پیش ہونگے - شیخ فیصل ابن سعود حاکم عرب کے ماتحت چند نمایندے ہیں - اور دیگر سفارت شیخ کویت کے بیٹے کے ماتحت ہے ابن سعود کا بیٹا شاہ انگلستان کی ایک خاص مشن کے ہمراہ انگلستان کی سیر کر رہا ہے - اب سکاٹ لینڈ سے لندن کو واپس آیا ہے - انڈیا آفس ان کی خاطر و مدارات میں مصروف ہے -

لندن کارپوریشن کی طرف سے شاہ ایران کو مبارکباد (لنڈن ۱۷ - اکتوبر) لندن کارپوریشن نے شاہ ایران کو ایک طلائی صندوق میں مبارکباد کا ایک ایڈریس لکھ کر پیش کیا ہے - اور انہیں گلڈ ہال میں لنچ کھانے کے لئے دعوت دی - اس تحریک کے بانی نے زور دیا - کہ انگریزی ایرانی عہدنامے سے بہت دور تک اثر رکھنے والے واقعات پیدا ہونگے اور ہم شاہ ایران کو اپنا نہایت عزیز دوست تصور کرتے ہیں - شاہ ایران نے برطانیہ کلاں کے بڑے بڑے شہروں میں دورہ کرنے کی تحریک کی ہے ٭

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور مالکان کے لئے شائع ہوا)